

علی (ع) کی اسلامی خدمات

<?xml encoding="UTF-8?">

یہ علی علیہ السلام کا خاندانی پس منظر تھا اب آئیے دیکھیں کہ علی علیہ السلام کا ذاتی کردار کیا تھا۔ اور انہوں نے رسول اسلام (ص) کی کیا خدمات کی اور خود اسلام کی کس قدر انہوں نے خدمت کی ؟ جہاں تک علی او راسلام کے باہمی ارتباط کا تعلق ہے تو ہم اس مقام پر مصر کے اسکالر "عقاد" کے ساتھ ہم نوا ہو کر کہیں گے :

"انّ علیا کا المسلم الخالص علی سچیّۃ المثلّی و انّ الدین الجدید لم یعرف قطّ اصدق اسلاما منه ولا اعمق نفاذا فیہ۔ (2)

علی (علیہ السلام) اپنی آئیڈیل فطرت کی وجہ سے مسلم خالص تھے اور نئے دین نے علی (ع) سے بڑھ کر کسی کے سچے اور گہرے اسلام کا مشاہدہ نہیں کیا تھا ۔

ڈاکٹر طہ حسین اپنی کتاب الفتنتہ الکبری، عثمان بن عفان 101 پر لکھتے ہیں :- جب رسول خدا (ص) نے اعلان نبوت فرمایا تو علی (ع) اس وقت بچے تھے۔ انہوں نے فوراً اسلام قبول کیا اور اسلام کے بعد وہ رسول خدا (ص) اور حضرت خدیجۃ الکبری کی آغوش میں پرورش پاتے رہے۔ انہوں نے پوری زندگی میں کبھی بھی بتوں کے سامنے سر نہیں جھکایا تھا ۔

سابقین اولین اور علی علیہ السلام میں سب سے واضح فرق یہ ہے کہ انہوں نے منزل وحی میں پرورش پائی اور یہ شرف ان کے علاوہ کسی اور کو نصیب نہیں ہوا ۔

اسی تربیت و کفالت کا اثر تھا کہ علی ایک عظیم المثل شخصیت بن کر ابھرے۔ بہر نوع علی علیہ السلام کی ذات کا مطالعہ علم النفس یا علم الاجتماع جس بھی حوالے سے کیا جائے علی ہر لحاظ سے لاجواب، بینظیر اور لا شریک ہو کر سامنے آتے ہیں ۔

علی علیہ السلام کی ذات کو سمجھنے کے لئے درج ذیل مثالوں کو مدنظر رکھیں۔ علی علیہ السلام کی جانثاری اور فداکاری کیلئے شب ہجرت کے واقعات کا تصور کریں ۔

1:- شب ہجرت

ابن ہشام لکھتے ہیں :- جب قریش نے دیکھا کہ اسلام روز بروز ترقی کر رہا ہے اور اسلام کے پیرو اب مکہ کے علاوہ دیگر شہروں بالخصوص یثرب میں بھی ہیں اور حضور کے کافی پیروکار ہجرت کر کے یثرب روانہ ہو چکے ہیں۔ اس کے ساتھ انہیں یہ یقین ہو گیا کہ رسول خدا (ص) بھی مکہ چھوڑ کر کسی وقت یثرب چلے جائیں گے ۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کیلئے انہوں نے اپنے بزرگوں کو دارالندوہ میں دعوت دی ۔

کفار مکہ کے سربراہوں میں عتبہ، شیبہ اور ابو سفیان بھی تھے۔ دوران بحث یہ مشورہ دیا گیا کہ حضور اکرم (ص) کو قید کیا جائے یا انہیں یہاں سے نکال دیا جائے۔ لیکن ان کے دونوں باتوں کو کثرت رائے سے مسترد کر دیا گیا ۔

چنانچہ رائے یہ قرار پائی کہ مکہ کے ہر قبیلہ کا ایک ایک فرد لیا جائے اور ایک مخصوص شب میں حضور (ص)

کو قتل کردیا جائے۔ قتل میں زیادہ قبائل کی موجود گی کا یہ فائدہ ہوگا کہ عبد مناف کی اولاد بدلہ نہیں لے سکے گی۔ اور یوں ان کا خوف رائگاں ہو جائیگا۔ جب حضور نے متفرق قبائل کے افراد کو اپنے دروازے پہ دیکھا تو علی ابن ابی طالب کو حکم دیا کہ وہ ان کے بستر پر انہی کی چادر تان کر سوجائیں (3)۔ ابو طالب کے فرزند کے لئے قتل گاہ قریش گل تھی۔ جب رسول خدا (ص) نے فرمایا کہ میری جان کو خطرہ ہے تم میرے بستر پر سوجاؤ تو اس وقت علی (ع) نے بڑے جذباتی انداز میں پوچھا : یا رسول اللہ کیا میرے سونے سے آپ کی جان بچ جائیگی ؟ آپ نے فرمایا ہاں ! پھر حضور اکرم (ص) نے علی (ع) کو حکم دیا کہ وہ اہل مکہ کی تمام امانتیں ان تک پہنچائیں ۔

حضرت علی (ع) رسول خدا (ص) کی ہجرت کے بعد تین دن تک مکہ میں رہے اور کفار و مشرکین کی امانتیں واپس کیں۔ جب اس فریضہ سے فارغ ہو گئے تو پیادہ پا چلتے ہوئے مدینہ آئے اور پیدل چلنے کی وجہ سے انکے پاؤں متورم ہو چکے تھے (4)۔

2:- موخات

ہجرت کے بعد رسول خدا (ص) نے مہاجرین و انصار کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ۔ جب علی علیہ السلام نے موخات کا یہ منظر دیکھا تو آبدیدہ ہو گئے۔ رسول خدا (ص) نے ان سے رونے کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے عرض کیا آپ نے اپنے اصحاب کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا۔ لیکن مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا ۔ تو رسول خدا (ص) نے فرمایا "انت اخی فی الدنیا و الآخرة" تو دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے (5)۔

3:- جنگ احد اور علی (علیہ السلام)

جنگ احد میں جب اسلامی لشکر کو پسپائی ہوئی اور صحابہ کرام پہاڑوں پر چڑھ رہے تھے تو اس وقت حضرت علی (ع) پوری جانفشانی سے لڑتے رہے اور کوہ استقامت بن کر دشمنوں سے نبرد آزمائی کرتے رہے ۔ الغرض ابو طالب کا بیٹا پورے میدان پر چھا گیا اسی مقام پر ہاتف غیبی نے ندا دی تھی "لا سیف الا ذولفقار ولا فتی الا علی" اگر تلوار ہے تو ذولفقار ہے اور اگر جواں مرد ہے تو حیدر کرار ہے ۔ الغرض اسلام اور رسول اسلام کی حفاظت کے بعد جب واپس گھر آئے تو اپنی زوجہ حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کو اپنی تلوار پکڑاتے ہوئے یہ شعر کہے :-

افاطم ہاک السیف غیر ذمیمفلست برعدیر ولا بملیم
لعمری لقد قاتلت فی حب احمد.....وطاعة رب بالعباد رحیم

فاطمہ ! یہ تلوار لو، یہ تلوار تعریف کے قابل ہے۔ میدان جنگ میں میں ڈرنے اور کانپنے والا نہیں ہوں ۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم میں نے محمد مصطفیٰ کی محبت اور مہربان اللہ کی اطاعت میں جہاد کیا ہے (6)۔

4:- علی (ع) اور تبلیغ براءت

محمد بن حسین روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ احمد بن مفضل نے بیان کیا وہ کہتے ہیں یہ روایت اسباط نے سدی سے کی ہے سعدی کہتے ہیں :-

جب سورہ براءۃ کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں تو رسول خدا نے حضرت ابو بکر کو امیر حج بنایا اور وہ آیات بھی ان کے حوالے فرمائیں اور ارشاد فرمایا کہ تم حج کے اجتماع میں یہ آیات پڑھ کر سناؤ ۔
ابو بکر آیات لے کر روانہ ہوئے ، جب وہ مقام ذی الحلیفہ کے درختوں کے قریب پہنچے تو پیچھے سے علی (ع) ناقہ رسول پر سوار ہو کر آئے اور آیات ابو بکر سے لے لیں ۔ حضرت ابو بکر رسول خدا (ص) کی خدمت میں واپس آئے اور عرض کیا

یا رسول اللہ ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا میرے متعلق کوئی آیت نازل ہوئی ؟ آپ نے فرمایا نہیں ۔ میری طرف سے پیغام کو یا میں خود پہنچا سکتا ہوں یا علی (ع) پہنچا سکتے ہیں ۔ (7)

5:- علی (ع) تبلیغ اسلام کے لیے یمن جاتے ہیں

رسول خدا نے یمن میں تبلیغ اسلام کے لئے خالد بن ولید کو روانہ فرمایا لیکن اس کی دعوت پر کوئی بھی شخص مشرف بہ اسلام نہ ہوا ۔ تو اس کے بعد حضور اکرم (ص) نے حضرت علی (ع) کو اسلام کو مبلغ بنا کر یمن روانہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ خالد اور اس کے ساتھیوں کو واپس بھیج دیں ۔
حضرت علی نے جاتے ہی خالد کو اس کے دوستوں سمیت واپس روانہ کر دیا اور اہل یمن کے سامنے رسول خدا (ص) کا خط پڑھ کر سنا دیا ۔ جس کے نتیجہ میں قبیلہ ہمدان ایک ہی دن میں مسلمان ہو گیا (8)۔

6:- ہارون محمدی

حضرت علی (ص) غزوہ تبوک کے علاوہ باقی تمام جنگوں میں شریک ہوئے اور غزوہ تبوک کے موقع پر بھی جناب رسول خدا (ص) نے انہیں مدینہ میں اپنا جانشین بنا کر ٹھہرایا ۔
امام مسلم بن حجاج نے اس واقعہ کو یوں نقل کیا ہے :
حدثنا يحيى التميمي وابو جعفر محمد بن الصباح وعبد الله القواريري وسريح بن يونس عن سعيد بن المسيب عن عامر بن سعد بن ابي وقاص عن ابيه قال قال رسول الله (ص) لعلی (ع) انت منی بمنزلة هارون من موسى غير انه لانبی بعدی ۔

وحدثنا ابوبکر بن شبیه عن سعد بن ابي وقاص قال ۔ خلف رسول الله (ص) علیا ، فی غزوہ تبوک فقال یا رسول الله (ص) تخلفنی فی النساء والصبيان ؟ قال اما ترضی ان تكون منی بمنزلة هارون من موسى غير انه لانبی بعدی ۔
سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا (ص) نے علی (ع) سے فرمایا تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی ۔ فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے ۔

سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا نے غزوہ تبوک کے موقع پر علی (ع) کو مدینہ میں ٹھہرنے کا حکم دیا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں ٹھہر کر جارہے ہیں ؟

رسول خدا(ص) نے فرمایا : کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم کہ مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے ۔

7:- فاتح خیبر

جب صحابہ کرام خیبر فتح کرنے میں ناکام ہوئے اور لشکر یہود کے سامنے کئی دفعہ پشت دکھائی رسول خدا(ص) نے اعلان فرمایا :- لا عطين هذه الراية رجلا يحب الله ورسوله ويحب الله ورسوله يفتح الله على يديه ۔ "کل میں اسے علم دونگا جو مرد ہوگا ۔ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور رسول بھی اس سے محبت کرتے ہوں گے ۔ اللہ اس کے ہاتھ سے خیبر فتح کرائے گا ۔"

حضرت عمر کہتے ہیں کہ میں نے پوری زندگی میں بس اس دن امارت کی تمنا کی تھی اور ساری رات نوافل میں گزاری کہ شاید صبح علم اسلامی مجھے مل جائے ۔

جب صبح ہوئی تو رسول خدا(ص) نے علی (ع) کو بلایا اور انہیں علم عطا فرمایا (9)۔

ان سب حقائق کے علاوہ منصب خلافت بلا فصل کے لئے علی (ع) کی اہلیت کے لیے درج ذیل امور بھی مد نظر رکھنے چاہییں:-

الف :- حضرت علی (ع) دین اسلام کے جوہر کو خوب سمجھنے والے تھے ۔ وہ ایمان کے جملہ اطراف و آفاق کا احاطہ رکھتے تھے ۔ علی اکثر رسول خدا (ص) کے ساتھ خلوت میں بیٹھ کر گفتگو کیا کرتے تھے اور لوگوں کو اس گفتگو کوئی علم نہیں ہوتا تھا ۔

آپ قرآن مجید کے معانی و مفہیم کے لئے رسول خدا(ص) سے زیادہ سے زیادہ استفہار کرتے تھے ۔

اور اگر علی سوال میں ابتدا نہ کرتے تو رسول خدا خود ہی ابتدا کردیتے ، جب کہ علی کے علاوہ باقی لوگ چند قسموں میں تقسیم تھے ۔

1:- کچھ ایسے تھے کہ حضور اکرم سے سوال کرتے ہوئے گھبراتے تھے اور ان کی تمنا ہوتی تھی کہ کوئی اعرابی یا مسافر آکر حضور سے کچھ پوچھے اور وہ سن لیں ۔

2:- کچھ ایسے تھے کہ حضور اکرم سے سوال کرتے ہوئے گھبراتے تھے اور ان کی تمنا ہوتی تھی کہ کوئی اعرابی یا مسافر آکر حضور سے کچھ پوچھے اور وہ سن لیں ۔

3:- کچھ لوگ عبادت یا دنیاوی کاروبار کی وجہ سے فہم و ادراک کی نعمت سننے خالی تھے ۔

4:- کچھ اسلام سے عداوت و بغض کو چھپائے تھے اور وہ دینی مسائل کے یاد رکھنے کو وقت کا ضیاع تصور کرتے تھے ۔ (10)۔

ب:- رسول خدا (ص) آپ کو جانشین بنانے کے لئے اور خود اعتمادی پیدا کرنے کی غرض سے آپ کو اہم مقامات پر روانہ کیا کرتے تھے ۔ جہاں سے آپ ہمیشہ مظفر منصور ہوکر لوٹا کرتے تھے ۔

رسول خدا (ص) نے جب بھی کوئی مہم روانہ فرمائی تو اگر اس مہم میں علی (ع) شامل ہوتے تھے تو علی اس مہم کے امیر اور انچارج ہوا کرتے تھے ۔

رسول خدا (ص) کی پوری زندگی میں علی (ع) کسی کی ماتحتی میں کبھی روانہ نہیں ہوئے اور اس کے برعکس

حضرت ابو بکر و حضرت عمر کو متعدد مرتبہ لوگوں کی ماتحتی میں روانہ کیا گیا ۔
تاریخ کی ستم ظریفی دیکھیے کہ حضرت ابو بکر نے اپنے دور خلافت میں حضرت عمر کی ذہنی و عملی تربیت کی تھی ۔ چنانچہ جس شخص کی انہوں نے خود تربیت کی تھی ۔ اس کی خلافت کے لئے نامزدگی کا انہوں نے اعلان کردیا اور لوگوں نے بھی ان کی خلافت کو تسلیم کر لیا ۔ لیکن جس شخصیت کی تربیت معلم اعظم جناب رسول خدا نے کی انہیں لوگوں نے خلافت سے محروم کر دیا ۔

ج:- جیش اسامہ :-

جناب رسول خدا(ص) اپنی وفات سے پہلے علی (ع) کی خلافت کے لئے میدان صاف کرنا چاہتے تھے اور جن لوگوں کے متعلق آپ کو مخالفت کا گمان تھا انہیں مدینہ سے باہر روانہ کرنا چاہتے تھے ۔ اس کے لئے جیش اسامہ کا حال ابن سعد کی زبانی سنئیے :-

ماہ صفر کے اختتام میں چار راتیں باقی تھیں سوموار کادن 11ھ کو جناب رسول خدا(ص) نے رومیوں پر حملہ کرنے کا حکم صادر فرمایا ۔

جب صبح ہوئی تو آپ نے اسامہ بن زید کو بلا کر فرمایا ۔ تم لشکر لے کر وہاں چلے جاؤ جہاں تمہارے والد کو شہید کیا گیا تھا ۔ اس علاقہ کو اپنے گھوڑوں س پامال کر دو ۔ اہل ابنی پر صبح کے وقت یلغار کرنا اور اس بات کا خصوصی خیال رکھنا کہ وہ تمہارے آنے سے بے خبر رہنے چاہئیں اور اگر خدا تمہیں کامیابی عطا فرمائے تو وہاں زیادہ دیر نہ رکنا ۔ اپنے ساتھ راہ دکھانے والے افراد اور جاسوسوں کو لے کر روانہ ہو جاؤ ۔
جب بدھ کا دن ہوا تو حضور اکرم (ص) سخت بیمار ہو گئے اور پھر جمعرات کے دن آپ نے اپنے ہاتھوں سے پرچم تیار کیا اور فرمایا :

اسامہ! اللہ کا نام لے کر چلے جاؤ اور خدا کے لئے جہاد کرو اور منکرین توحید سے جنگ کرو ۔
آپ نے وہ پرچم بریدہ بن حصیب اسلمی کے حوالہ فرمایا ۔ اسامہ کا لشکر "جرف" کے مقام پر فروکش ہوا ۔ اس لشکر میں مہاجرین و انصار کے سرکردہ افراد بھی شریک تھے ۔ جن میں ابو بکر ، عمر اور ابو عبیدہ بن جراح سرفہرست تھے لوگوں نے اسامہ کی سربراہی پر اعتراض کیا اور کہنے لگے کہ مہاجرین و سابقین پر بچہ کو سربراہ بنادیا گیا ۔

جب رسول خدا(ص) کو لوگوں کے اعتراضات کا پتہ چلا تو آپ سخت ناراض ہوئے ۔ آپ سر پر پٹی باندھ کر گھر سے باہر آئے اور منبر بیٹھے اور فرمایا :

لوگو! میں یہ کیسی گفتگو سن رہا ہوں کہ تم لوگوں نے اسامہ کے امیر لشکر ہونے پر اعتراض کئے ہیں اور سن لو اعتراض کی یہ عادت تمہیں آج سے نہیں ہے ۔ اس سے پہلے بھی تم نے اسامہ کے والد زید کی امارت پر اعتراض کیا تھا ۔

خدا کی قسم ! وہ امارت کے لائق تھا اور اس کے بعد اس کا بیٹا بھی امارت کے قابل ہے ۔ اسامہ اور اس کے والد کا تعلق میرے محبوب ترین افراد سے ہے دونوں باپ بیٹے اچھے ہیں ۔ تم لوگوں کو بھی ان سے اچھائی کرنے کی تلقین کرتا ہوں یہ تمہارے بہترین لوگوں میں سے ہے ۔

خدا کی قسم! وہ امارت کے لائق تھا اور اس کے بعد اس کا بیٹا بھی امارت کے قابل ہے ۔ اسامہ اور اس کے والد کا تعلق میرے محبوب ترین افراد سے ہے دونوں باپ بیٹے اچھے ہیں ۔ تم لوگوں کو بھی ان سے اچھائی کرنے کی

تلقین کرتا ہوں یہ تمہارے بہترین لوگوں میں سے ہے ۔

اس کے بعد آپ نے خطبہ دیا اور اپنے بیت الشرف تشریف لے گئے آپ نے یہ خطبہ دس ربیع الاول بروز ہفتہ دیا تھا ۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت زیادہ ناساز ہوگئی آپ بار بار فرماتے رہے ۔ اسامہ کے لشکر کو روانہ کرو ۔

جب اتوار کا دن ہوا تو رسول خدا(ص) کی تکلیف بڑھ گئی ۔ اسامہ آپ سے الوداع کرنے کے لئے آئے تو اس وقت آپ کی طبیعت انتہائی ناساز ہوچکی تھی ۔ اسامہ سے زیادہ گفتگو نہ کرسکے ، اپنے ہاتھوں کو آسمان کی جانب بلند فرمایا اور اسامہ کے سر پر ہاتھ رکھا ۔

اسامہ کہتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ آپ میرے لئے دعا فرما رہے ہیں ۔ بعد ازاں اسامہ اپنے لشکر کے پاس آئے اور حکم دیا کہ خدا کا نام لے کر چل پڑو ابھی یہ لشکر روانہ نہیں ہوا تھا کہ حضور اکرم کی وفات ہوگئی (11)۔ ابن سعد کے بیان کردہ واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ :

1:- حضور اکرم(ص) نے اپنی وفات سے چند ایام قبل شام وروم کی طرف ایک لشکر تیار فرمایا ۔

2:- اسامہ بن زید جو کہ صغیر السن تھے ، انہیں اس لشکر کا امیر مقرر کیا گیا ۔

3:- اسامہ کے لشکر میں سابقین اولین اور بالخصوص حضرات شیخین اور ابو عبیدہ بن جراح بھی شامل تھے ۔

4:- جب لشکر نے تاخیری حربے شروع کئے تو رسول خدا ناسازی طبع کے باوجود سر پر پٹی باندھ کر مسجد میں تشریف لائے۔

5:- امارت اسامہ پر اعتراض کرنے والوں پر کڑی تنقید فرمائی اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ یہ ان کی پرانی عادت ہے ۔ یہی معترضین اسامہ کے والد زید کی امارت پر بھی اعتراض کیا کرتے تھے ۔ مگر زید امارت کے حق دار تھے ۔ اسی طرح اعتراض کے باوجود بھی اسامہ امارت کے حقدار ہیں ۔

6:- رسول خدا(ص) کی جانب سے بار بار لشکر اسامہ کو روانہ کرنے کے حکم کے باوجود اہل لشکر نے تعمیل حکم نہ کی اور "جرف" میں ٹھہرے رہے ۔

7:- اپنی زندگی کے آخری ایام میں رسول خدا بار بار اسامہ کے لشکر کو بھیجنے کے خواہش مند کیوں تھے ؟

8:- حضرات شیخین اور بزرگ مہاجرین کو کمسن اسامہ کی ماتحتی میں بھیجنے کا آخر کیا مقصد تھا ؟

9:- تاکید احکام سننے کے باوجود بھی لوگوں نے جانے میں تاخیر کی ؟

کہیں حقیقت یہ تو نہیں ہے کہ رسول خدا (ص) اپنی وفات سے پہلے ہر ممکنہ مزاحمت کو ختم کرنا چاہتے تھے اور مدینہ کی سرزمین کو علی (ع) کی خلافت کے لئے سازگار بنانا چاہتے تھے ؟

اور کیا جیش اسامہ کو روانہ کرنے اور کاغذ اور قلم دوات طلب کرنے میں کوئی باہمی ارتباط تو نہیں تھا ؟

اے کاش ! اگر شیخین تاخیری حربوں سے اسامہ متاثر نہ ہوتے اور لشکر کو لے کر روانہ ہوجاتے تو آج اسلامی

تاریخ کسی اور طرح سے لکھی جاتی اور آج مسلمان قوم یوں زبوں حالی کا شکار نہ ہوتی ۔

(1):- تاریخ ابن خلدون جلد دوم ص 179-180

(2):- عبقریۃ الامام ۔ از استاد عقداد ص 13

(3):- سیرت ابن ہشام جلد دوم ص 95

(4):- تاریخ ابن خلدون جلد دوم ص 187 و ابن اثیر الکامل فی التاریخ جلد دوم ص 75

- (5):-سیرت ابن ہشام جلد دوم ص 95-111
- (6):- تاریخ طبری جلد سوم ص 154 ومروج الذهب مسعودی جلد دوم ص 284.
- (7):- تاریخ طبری جلد سوم ص 154
- (8):- ابن اثیر الكامل فی التاریخ جلد دوم ص 35
- (9):- صحیح مسلم جلد دوم ص 324
- (10):- ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ جلد سوم ص 17
- (11):-طبقات ابن سعد جلد چہارم ص 3-4